پاکستان ...... بحرانوں کے چوراہے پر

امریکی صدر بش نے جہادی تنظیموں کے خلاف آپریشن کے اقدام پر صدر مشرف کی تعریف کرتے ہوئے کہا: ''مشرف بہت سخت کریک ڈاؤن کررہے ہیں، میں ان کی کوششوں کو سراہتا ہوں۔ دہشت گردی، دہشت گردی ہی ہے اور یہ حقیقت ہے کہ پاکستانی صدر دہشت گردوں کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں، یہ اچھا اشارہ ہے''

امریکی محکمہ خارجہ کے ایک افسر نے کہا کہ ''مشرف نے گرفتاریاں کر کے ثابت کردیا ہے کہ وہ اتحاد کے قابل اعتماد اور باصلاحیت ساتھی ہیں''

بھارتی وزیر خارجہ جسونت سنگھ نے کہا: ''جہادیوں کے خلاف آپریشن اور گرفتاریوں پر خوش ہیں، مطلوبہ افراد کی فہرست پاکستان کو دے دی ہے'' (روزنامہ ''خبریں'' ملتان یکم جنوری ۲۰۰۲ء)

درج بالا بیانات کی روشنی میں کہا جاسکتا ہے کہ پاکستان میں دینی جماعتوں، جہادی تنظیموں اور دینی مدارس کے خلاف پرویزی حکومت کا حالیہ کریک ڈاؤن امریکی و بھارتی مطالبہ و دباؤ کا عملی نتیجہ ہے، ورنہ ۲۲ سال قبل جب افغانستان میں روس نے مداخلت کی تو یہ تمام دینی قوتیں حکومت کی ضرورت تھیں، لیکن ۱۱ ستمبر ۲۰۰۱ء کے بعد ہونے والی تبدیلی حکمرانوں کی غلامانہ ذہنیت کی مکمل غماز و عکاس ہے۔

امریکہ فلسطین میں مسلمانوں کے بے گناہ قتل عام پر اسرائیل کی کھلی حمایت کررہا ہے۔ عرب لیگ کے بزدل اور امریکی ایجنٹ حکمران مہر بہ لب ہیں۔ وہ گونگے شیطان بن کر ''بزرگ شیطان'' کی فرماں برداری کررہے ہیں۔ امریکی نیو ورلڈ آرڈر کے تحت اسلام اور مسلمانوں کو عیسائیت کے تابع کرنے کے پروگرام پر تیزی سے عمل ہورہا ہے۔ امریکہ ''دہشت گردی'' کے خاتمے کی آڑ میں کسی نہ کسی مسلمان ملک میں جنگ جاری رکھنا چاہتا ہے۔ امریکہ تسلیم کرچکا ہے کہ مغربی تہذیب کو اسلام سے خطرہ ہے۔ اس لئے یورپ، امریکہ اور روس اپنی ساری دشمنیاں بھلا کر امت مسلمہ کے خلاف اکٹھے ہوگئے ہیں۔ اقوامِ متحدہ، امریکہ کا ذیلی اور نمائشی ادارہ بن گیا ہے۔

افغانستان میں طالبان کی خالص اسلامی حکومت کے خاتمے کے بعد پاک افغان سرحد بالکل غیر محفوظ ہوگئی ہے۔ افغانستان میں امریکہ کی تجویز کردہ پاکستان مخالف اور بھارت نواز ''کرزئی حکومت'' کا قیام، افغان وزیر داخلہ یونس قانونی کا سب سے پہلے بھارت کا دورہ، واجپائی اور جسونت سنگھ سے ملاقاتوں کے بعد پاکستان کے خلاف اشتعال انگیز اور توہین آمیز بیانات، اس کے چند ہی روز بعد بھارتی حکمرانوں کے پاکستان کے خلاف نفرت و حقارت کے جذبات پر مشتمل ''دیا کھیان''، یہ سب ایک ہی سازش کی مختلف کڑیاں ہیں۔ بھارتی حکمرانوں نے شعوری طور پر کشیدگی میں مسلسل اضافہ کیا۔ نوبت بایں جارسید

کہ جنگ اور تصادم کے سیاہ بادل پاکستان پر منڈلا رہے ہیں، کنٹرول لائن اور ورکنگ باؤنڈری پر ہلکی پھلکی جنگی جھڑپیں تو روز کا معمول ہوگئی ہیں، بھارتی افواج کی ایک غیر معمولی نفری پاکستان کی سرحدوں پر جنگی مشقوں میں مصروف ہے، اسلحہ کی بھاری مقدار سرحدوں پر پہنچائی جارہی ہے اور دونوں طرف کی سرحدی آبادی اپنے گھروں کو چھوڑ کر شہروں میں منتقل ہو رہی ہے۔ بھارتی وزیر دفاع جارج فرنینڈس ''آخری گولی اور آخری آدمی'' تک لڑائی کی دھمکیاں دے رہے ہیں۔ صدر پاکستان نے اس صورتِ حال پر مشاورت کیلئے سیاست دانوں کو ملاقات پر بلایا اور ممکنہ بھارتی جارحیت کا منہ توڑ جواب دینے کا اعلان بھی کیا۔ انہوں نے کہا کہ ''پاک افواج مکمل طور پر چوکس ہیں اور ملکی دفاع کیلئے ہر چیلنج کا مقابلہ کرنے کی بھرصلاحیت رکھتی ہیں''۔

اس سے قبل بھی انہوں نے افغانستان کے مسئلے پر بھی سیاست دانوں سے مشاورت کی تھی مگر مرضی اپنی کی، نتیجۃً آج وطنِ عزیز دینی، سیاسی، اقتصادی اور ثقافتی بحرانوں کے چوراہے پر کھڑا ہے۔ ہمارے حکمرانوں نے چند ناعاقبت اندیشوں کے شور و غوغا کو ''قومی رائے'' قرار دے کر طالبان کی اسلامی حکومت کو ختم کرنے کیلئے جو ظلم اور جرم کیا، اس کی سزا آج پوری قوم بھگت رہی ہے۔ نجانے یہ سزا ہم کب تک بھگتیں گے؟

امریکہ نئی دوستی میں بھی پاکستان کے ساتھ دوہرا کردار ادا کر رہا ہے۔ وہ بھارت کو پاکستانی اقدامات پر توجہ رکھنے اور پاکستان کو بھارتی مطالبات ماننے کی ہدایات دے رہا ہے۔ امریکہ مطالبے پر ہم نے افغانستان میں پاکستان دوست اسلامی حکومت کا خاتمہ کیا۔ اب بھارتی مطالبات مان کر کس کو ختم کرنا چاہتے ہیں؟ پاکستان میں امریکہ کے مستقل اڈے اس بات کا ثبوت ہیں کہ ہماری داخلی اور خارجی آزادی سلب ہو چکی ہے۔ چون (۵۴) سال پہلے ہم نے انگریزوں سے لڑ کر آزادی حاصل کی تھی، آج حکمرانوں کی غلطیوں کی وجہ سے، ہم پھر غلامی کی زنجیروں میں جکڑ دیئے گئے ہیں۔ پاکستان عالم اسلام میں اپنا اسلامی تشخص اور ملکی وقار کھو بیٹھا ہے۔ امریکہ اپنے مفادات کی تکمیل کیلئے بھارت کو پاکستان کے خلاف استعمال کر رہا ہے۔ ان حالات میں پاکستان کی دینی قوتوں کے خلاف وزیر داخلہ جناب معین الدین حیدر کے شعلہ بار بیانات، بش اور واجپائی کے بیانات سے بھی زیادہ سخت ہیں۔ ملک کی قومی قیادت افغانستان میں امریکی مظالم کی مذمت کے جرم میں قید یا نظر بند ہے۔ یہ وہی ''مجرم'' ہیں جنہوں نے اپنے ''دوراندیش'' حکمرانوں کو ''سقوطِ کابل'' کے ناپاک امریکی منصوبے میں شرکت سے باز رکھنے کی کوشش کی تھی اور خبردار کیا تھا کہ یہ ''سقوطِ کشمیر'' کا پیش خیمہ ہوگا۔ زیادہ دن نہیں گزرے کہ حقائق واضح تر ہو گئے ہیں۔ دلوں اور آنکھوں کے اندھوں کی بات دوسری ہے۔ اس وقت قومی یکجہتی اور اتفاق رائے کی اشد ضرورت ہے۔ صدر جنرل مشرف کو چاہیے کہ مولانا فضل الرحمٰن، قاضی حسین احمد، مولانا اعظم طارق اور دیگر رہنماؤں کو فوری طور پر رہا کریں اور ان سے مذاکرات کر کے وطنِ عزیز کے خلاف ممکنہ بھارتی جارحیت کے مقابلے اور پاکستان سے امریکی اڈوں کے خاتمے کیلئے قومی ہم آہنگی پیدا کریں۔ حکمران دینی وسیاسی طبقات کے خلاف جاری کردہ محاذ آرائی کو بند کر کے دانش مندی اور حب الوطنی کا ثبوت دیں۔ امریکی ایجنڈے کی بجائے اپنے ایجنڈے پر عمل کریں۔ کاش، اے کاش!......